OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://arjicc.com/index.php/arjicc

شمائل نبوی ﷺ کے بیان میں امام بغوی کا منہج: "الانوار فی شمائل النبی المختار" کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

The Methodology of Imam al-Baghawi in Presenting the Prophetic Shamāʼil: A Research and Analytical Study of al-Anwār fī Shamāʼil al-Nabī al-Mukhtār

Ajmal Khan
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies & Religious Affairs,
University of Malakand, Chakdara Dir Lower, KP
Email: abuishkab@gmail.com

Prof. Dr. Ata-ur-Rahman
Chairman, Department of Islamic Studies & Religious Affairs,
University of Malakand Chakdara Dir Lower, KP
Email: ataurrahman3003@gmail.com

Dr. Muhammad Abdul Haq
Lecturer, Department of Islamic Studies & Religious Affairs,
University of Malakand Chakdara Dir Lower, KP
Email: mabdulhaq.pk@gmail.com

Received on: 05-02-2026 Accepted on: 15-03-2026

Abstract

Imam Abū Muḥammad al-Ḥusayn ibn Masʿūd al-Baghawī (d. 516 AH) was one of the prominent scholars of the fifth and sixth centuries AH and made significant contributions to Qur'anic exegesis, Ḥadīth, jurisprudence, and Prophetic biography. Although he is widely recognized for his major works such as Maʿālim al-Tanzīl, Sharḥ al-Sunnah, and Maṣābīḥ al-Sunnah, his contribution to the literature of Prophetic Shamā'il has received comparatively less scholarly attention. His work al-Anwār fī Shamā'il al-Nabī al-Mukhtār is an important source for understanding the physical characteristics, noble qualities, habits, manners, daily practices, and social dealings of the Prophet Muḥammad ﷺ. This study examines the life and scholarly contributions of Imam al-Baghawī, with particular emphasis on his methodology in al-Anwār fī Shamā'il al-Nabī al-Mukhtār. It also discusses the linguistic and terminological meanings of Shamā'il and clarifies its relationship with the broader discipline of Prophetic biography. The study analyzes the arrangement of the work, its use of Prophetic traditions, its treatment of the Prophet's ﷺ physical and moral characteristics, and its emphasis on authentic and reliable narrations. The research demonstrates that al-Baghawī adopted a concise, systematic, and tradition-based approach, presenting the Prophetic Shamā'il primarily through transmitted reports while avoiding unnecessary speculation and lengthy discussions. His methodology reflects his broader commitment to Ḥadīth scholarship and the understanding of Prophetic guidance through reliable sources. The study concludes that al-Anwār fī Shamā'il al-Nabī al-Mukhtār represents a valuable contribution to the literature of

Prophetic Shamā'il. It not only preserves important narrations concerning the personality and conduct of the Prophet ﷺ but also provides a means of developing love for the Prophet ﷺ, moral refinement, and adherence to the Prophetic Sunnah. The study therefore highlights the significance of al-Baghawī's contribution to the scholarly tradition of Shamā'il and its continuing relevance for contemporary Islamic studies.

Keywords: Imam al-Baghawī, Prophetic Shamā'il, al-Anwār fī Shamā'il al-Nabī al-Mukhtār, Ḥadīth, Prophetic Biography, Sunnah, Islamic Scholarship.

تمہید:

سیرتِ طیبہ اور شمائلِ نبوی ﷺ اسلامی علوم کا نہایت اہم اور قابلِ قدر موضوع ہے، کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ نہ صرف مسلمانوں کے لیے کامل نمونۂ عمل ہے بلکہ آپ ﷺ کے اوصاف، اخلاق، عادات، معمولات، طرزِ معاشرت اور حسنِ کردار اسلامی زندگی کے بنیادی رہنما اصول بھی فراہم کرتے ہیں۔ سیرت نگاری کی تاریخ میں متعدد جلیل القدر اہلِ علم نے اپنی علمی صلاحیتوں کے مطابق حیاتِ نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو محفوظ کیا، انہی ممتاز علماء میں امام ابو محمد حسین بن مسعود بغویؒ (م 516ھ) کا شمار ہوتا ہے، جو تفسیر، حدیث، فقہ اور سیرت کے علوم میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ امام بغویؒ نے اپنی معروف تصنیف ”الانوار فی شمائل النبی المختار “میں رسول اللہ ﷺ کے ظاہری و باطنی اوصاف، اخلاقِ کریمہ، عادات و خصائل، لباس، خوراک، نشست و برخاست، عبادات، معاملات، معاشرتی تعلقات اور روزمرہ معمولات کو احادیث و روایات کی روشنی میں نہایت جامع اور مختصر انداز میں پیش کیا ہے۔ اس کتاب کی اہمیت صرف اس کے موضوعاتی تنوع میں نہیں بلکہ امام بغویؒ کے حدیثی و علمی منہج میں بھی پوشیدہ ہے، جس میں روایات کے انتخاب، ترتیب، ابواب بندی اور شمائلِ نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرنے کا ایک خاص اسلوب نظر آتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں امام بغویؒ کی حیات و علمی خدمات، شمائل کے لغوی و اصطلاحی مفہوم، سیرت اور شمائل کے باہمی تعلق اور بالخصوص ”الانوار فی شمائل النبی المختار “کے منہج کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ شمائلِ نبوی ﷺ کے بیان میں امام بغویؒ کی علمی کاوش اور ان کے اسلوب و منہج کی نمایاں خصوصیات کو واضح کیا جاسکے۔

امام بغویؒ کی حالاتِ زندگی

ولادت باسعادت

امام بغویؒ کی تاریخ ولادت میں مؤرخین کا بہت بڑا اختلاف رہا ہے اسی اختلاف کی بناپر زیادہ تر اقوال اندازوں اور گمانوں کے مطابق ہیں جیسا کہ امام ذہبیؒ (1) "تذکرۃ الحفاظ" میں فرماتے ہیں کہ ولعل محيي السنةبلغ ثمانين سنة(2) شائد امام بغویؒ تقریباً اسّی (80) سال کے تھے۔ اسی طرح علامہ تاج الدین السبکیؒ (3) نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں بھی فرمایا ہے کہ قَالَ وَأَظنهُ جاوزالثَّمَانِينَ امام بغویؒ کی عمر مبارک تقریباً اسّی سے تجاوز کرچکی تھی (4)۔ اسی اختلاف پر علامہ زرکلیؒ (5) نے اپنی کتاب " الاعلام" میں امام بغویؒ کی تاریخ ولادت 436ھ نقل کی ہے لیکن امام شہاب الدین یاقوت حموی (6) نے اپنی کتاب معجم البلدان میں امام بغویؒ کی تاریخِ ولادت جمادی الاولیٰ

433ھ ذکر کی ہے جو کہ یہ وہ واحد مصدر ہے جس سے امام بغویؒ کی تاریخِ ولادت کا تعیّن ملتا ہے چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں کہ ومولده في جمادى الأولى سنة 433ھ کہ آپؒ کی ولادت جمادی الاولیٰ سن 433ھ ہے (7)۔

نام و نسب

آپؒ کا پورا اسمِ گرامی حسین بن مسعود بن محمد الفرّا، کنیت ابو محمد، لقب رکن الدین اور محی السنّۃ بغوی ہے (8)۔ آپؒ اپنے زمانے کے بہت بڑے امام، مفسر، محدّث اور فقیہ تھے آپؒ اہلسنت والجماعت کے عقیدے پر گامزن تھے البتہ فقہی طور پر مسلک کے اعتبار سے شافعی المذہب تھے اس بات کی تصدیق علامہ ابن خلکانؒ (9)، حافظ شمس الدین الذہبیؒ اور علامہ تاج الدین السبکیؒ نے بھی کی ہے۔ امام بغویؒ اُن علمائے کرام میں سے تھے جنہوں نے غربت کے باوجود ایک ہی وقت میں قرآن پاک اور سنتِ نبوی ﷺ کی عظیم خدمت کی ہے کیونکہ آپؒ علمِ دین قرآن و سنتِ نبویہ سے بے حد محبت رکھتے تھے چنانچہ علامہ ذہبیؒ نے امام بغویؒ کے خاندان کے بارے میں فرمایا کہ آپؒ کے خاندان اور آپؒ کی ابتدائی عمر کے بارے میں زیادہ معلومات موجود نہیں کیونکہ امام بغویؒ کا تعلق ایک غریب خاندان سے تھا آپؒ کے والد ماجد صاحب اپنی زندگی بسر کرنے اور اپنے بال بچوں کی کمائی کے لئے پوستین بنا کر بیچا کرتے تھے۔ تو اس زمانے میں امام بغویؒ کے خاندان میں فقہ، تفسیر یا حدیث کا کوئی بڑا عالم موجود نہ تھا اس کے باوجود علمی ذوق و شوق کی وجہ سے ہی آپؒ نے علومِ نبویہ ﷺ حاصل کرنے کی غرض سے بلادِ عرب و عجم کی اسفار کا ایک طویل سلسلہ شروع کیا تھا۔ چنانچہ ابتدائی مرحلے میں علمِ دین کی غرض سے مروالروذ (10) کی طرف سفر کیا تھا جہاں پر آپؒ کی ملاقات اس دور کے شیخ الزمان امام حسین بن محمد المروزی القاضی (م: 462ھ) (11) سے ہوئی، اس زمانے میں آپؒ نے ان سے شرفِ تلمذ حاصل کیا اور ان سے احادیث کی روایت بھی کی۔ پھر اس کے بعد آپؒ خراسان (12) کی طرف متوجہ ہوئے اور زیادہ تر شہروں کا سفر کیا، وہاں پر اکثر علماء سے احادیث کی صحاح، مسانید اور سنن کا سماع کیا۔ اس کے علاوہ آپؒ نے مذاہبِ اربعہ کی اکثر کتابیوں کا مطالعہ کیا اور فقہی مسائل کے اسلوب و طریقہ کار کو اپنے سینے میں محفوظ کر لیا، خصوصاً امام شافعیؒ کے مذہب پر خصوصی توجہ دی۔ حافظ ابن نقطہ عبد الغنی البغدادیؒ (13) نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ امام بغویؒ اپنے زمانے کے اعتبار سے مفسر، محدث، ثقہ، حافظ اور صالح امام تھے۔ یہ الفاظ تعدیل کے اعلیٰ درجے کے الفاظ شمار کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح علامہ تاج الدین السبکیؒ بھی آپؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ إِمَام حَافظ ثِقَة صَالح كَانَ إِمَامًا جَلِيلًا ورعازاهدافَقِيهامُحدثامُفسرًاجَامعابَين الْعلم وَالْعَمَل سالكاسَبِيل السّلف لَهُ فِي الْفِقْه الْيَد الباسطةوَكَانَ رجلامخشوشنايَأْكُل الْخبزوَحده فعذل فِي ذَلِك فَصَارَيَأْكُلهُ بالزيت وَكَانَ لَايلقِي الدَّرْس إِلَّاعلى طَهَارَة، (14)

بغوی کی نسبت

بغوی نسبت کے بارے میں امام سمعانیؒ (15) اپنی مشہور کتاب "الانساب" میں فرماتے ہیں کہ خراسان کے دیہات میں سے ایک دیہی علاقہ جس کا نام "بغ" یا "بغشور" (16) ہے جہاں پر میں کئی مرتبہ سفر بھی کر چکا ہوں اور وہاں مقیم بھی رہا ہوں تو اِس علاقے کی طرف نسبت کی وجہ

آپؒ کو "بغوی" کہاجاتا ہے یہ علاقہ خراسان کے شہر "ہرات" اور "مرو"(17) کے درمیان واقع ہے یہاں پر پرانے زمانے کے ائمہ محدثین وعلمائے کرام آباد ہیں(18)۔

امام بغویؒ بحیثیتِ سیرت نگار

امام بغویؒ نے پانچویں صدی ہجری میں حدیث اور سیرت میں ایسی کتابیں تصنیف کی اور مزید کتب اضافہ کیا جس کے ذریعے سے ائمہ خلف کے لئے ائمہ سلف کی اقتداء کا جوش وجذبہ پیدا کرنا مقصود تھا۔ اگرچہ ان کتابوں میں سے بعض کتابیں نایاب ہونے کی وجہ سے پردۂ غیب میں چلے گئے لیکن پھر بھی جو کتابیں دستیاب ہیں اُن سے بھی آپؒ کا مقام ومرتبہ حدیث اور سیرت کے حوالے سے تعین کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ محقق "کتاب السیر من التہذیب للبغوی" روایۃ بنت احمد الظہار مقدمہ میں لکھتی ہے كَانَ الْبَغَوِيّ رَحِمَهُ الله عالماًبالقراءات وبسيرةالنَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، (19) کہ امام بغویؒ علمِ قرأت اور سیرت النبی ﷺ کے عالم تھے حالانکہ امام بغویؒ بنیادی طور پر مفسر، محدث اور فقیہ تھے اور اسی حیثیت سے مشہور بھی ہوئے، لیکن آپؒ نے سیرت النبی ﷺ پر بھی کام کیا ہے اگرچہ سیرت کے میدان میں وہ مقام اور مرتبہ نہ پاسکے جو محمد بن اسحٰقؒ، امام واقدیؒ اور ابن ہشام کا تھا لیکن پھر بھی سیرت کے میدان میں آپؒ نے خوب کام کیا ہے اور سیرت نگاری میں آپؒ نے ثانوی حیثیت حاصل کی۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں آپؒ کی مشہور کتاب "الانوار فی شمائل النبی المختار" اس کتاب کا ذکر حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کیاہے جبکہ علامہ اسماعیل بن محمد البابانی بغدادیؒ (م:1399ھ) نے " ہدیۃ العارفین اسماءالمؤلفین وآثارالمصنفین" میں الانوار فی شمائل النبی المختار کی بجائے "ارشادالانوار فی شمائل النبی المختار" تحریر کیاہے۔ علمِ حدیث اور علمِ سیرت میں اپنی بلندپایہ تصنیفات اورعلمِ حدیث اورعلمِ سیرت کے میدان میں گراں قدر خدمات کے پیش نظر آپؒ " محی السنۃ"کے لقب سے مشہور ہوئے۔

محی السنۃ کاوجہ تسمیہ

ملا علی قاریؒ نے اپنی کتاب " مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح "میں محی السنۃ کا وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں اور بعینہٖ اِن الفاظ کے ساتھ مولاناعبیداللہ بن محمد عبدالسلام الرحمانی المبارکپوری نے بھی اپنی کتاب " مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح "میں لکھاہے کہ رُوِيَ أَنَّهُ لَمَّاجَمَعَ كِتَابَهُ الْمُسَمَّى بِشَرْحِ السُّنَّةِرَأَى النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَنَامِ،فَقَالَ لَهُ أَحْيَاكَ اللَّهُ كَمَاأَحْيَيْتَ سُنَّتِي فَصَارَهَذَااللَّقَبُ عَلَمًالَهُ بِطَرِيقِ الْغَلَبَةِ، (20)روایت ہے کہ جب انہوں نے اپنی کتاب "شرح السنۃ" مکمل کی توانہوں نے رسول اللہ ﷺ کوخواب میں دیکھاتو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا "اللہ تعالیٰ تمھیں زندہ رکھے جیسے تم نے میری سنت کوزندہ کیا" پس یہ لقب ان کے لئے عَلَم یعنی غالب طور پر پہچان بن گیا۔

امام بغویؒ کی تصانیف

امام بغویؒ نے علمِ دین کے ہر میدان اور ہر گوشے میں گراں قدر خدمات سر انجام دیے ہیں آپؒ کو علوم وفنون کے مختلف شعبوں میں اتنی مہارت حاصل تھی کہ علامہ ابن کثیرؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں أحدأئمةالمذهب في التفسيروالحديث والفقه صاحب معالمالتنزيل وشرحالسنة،والتهذيب،والجمع بين الصحيحين،والمصابيح وغيرذلك من المصنفات المفيدةالمشهورة(21)،اسی طرح امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ کانَ اماماًفی الحدیث واماماًفی الفقه(22) آپؒ حدیث کے امام اور فقہ کے بھی امام ہیں۔اسی طرح امام جرح وتعدیل حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ كان إماماًفي التفسير،إماماًفي الحديث،إماماًفي الفقه (23) کہ آپؒ تفسیر کے امام،حدیث کے امام اور فقہ کے بھی امام ہیں۔تصنیف و تالیف میں آپؒ اخلاص وتقویٰ کے اعتبار سے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اسی اخلاص، تقوی اور للّٰہیت کی وجہ سے آپؒ کی تصنیفات خاص وعام میں مقبول ومتداول ہیں۔ چنانچہ امام حافظ شمس الدین ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ بُورِكَ لَهُ فِي تَصَانِيْفه،وَرُزِقَ فِيْهَاالقبولَ التَّام،لِحُسن قَصده،وَصِدق نِيَّتِه،وَتَنَافس العُلَمَاءُفِي تَحصيلهَا،(24) کہ آپؒ کی نیک نیتی،اخلاص اور صحیح ارادے کی وجہ سے ان کی تصانیف میں بڑی برکت ہوئی اور انہیں شرفِ قبولیتِ تامّہ حاصل ہوئی اور علمائے کرام نے انہیں حاصل کرنے میں جوش وجذبہ اور رغبت دکھائیں۔بہر حال امام بغویؒ کے چند یادگار تصانیف یہاں ذکر کی جاتی ہیں جس کو علامہ البابانی البغدادیؒ نے ہدیۃ العارفین میں تحریر فرمایاہے۔من تصانيفه ارشادالانوارفِي شمائل النَّبِي الْمُخْتَار،تَرْجَمَةالاحكام فِي الْفُرُوع،التهذيب فِي الْفُرُوع،الْجمع بَين الصَّحِيحَيْنِ البُخَارِيّ وَمُسلم،شرح السّنةفِي الحَدِيث،الْكِفَايَةفِي الْفِقْه،الْكِفَايَةفِي الْقِرَاءَة،مصابيح السّنة،معالم التَّنْزِيل فِي تَفْسِيرالْقُرْآن،مُعْجم الشُّيُوخ وغيرهم (25)،اسی طرح علامہ احمد بن محمد الادناوی نے "طبقات المفسرین" میں ذکر کیاہے۔وَله من التصانيف معالم التَّنْزِيل فِي التَّفْسِيروَهُوَالتَّفْسِيرالْمَشْهُوربتفسيرالْبَغَوِيّ وَشرح السّنةوالمصابيح وَالْجمع بَين الصَّحِيحَيْنِ والتهذيب فِي الْفِقْه (26)،

(1) الاربعون الصغریٰ، اس کا ذکر حافظ ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں کیاہے اس کتاب میں امام بغویؒ نے چالیس احادیث جمع کی ہیں جو کہ مختلف اور متفرق عنوانات پر مشتمل ہے۔

(2)الانوار فی شمائل النبی المختار ،اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کیاہے جبکہ علامہ اسماعیل بن محمد البابانی بغدادیؒ (م:1399ھ) نے "ہدیۃ العارفین اسماء المؤلفین وآثار المصنفین" میں الانوار فی شمائل النبی المختار کی بجائے "ارشادالانوار فی شمائل النبی المختار" تحریر کیاہے۔

(3)ترجمۃ الاحکام فی الفروع علی مذہب الشافعی،اس کا ذکر صاحب کشف الظنون نے بھی کیاہے۔

(4)التہذیب فی الفقہ علی مذہب الشافعی، اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں (اور علامہ یاقوت حمویؒ نے "معجم البلدان" میں ج 1 ص468) پر ذکر کیاہے یہ کتاب مذہب شافعی کی معتبر، مستند اور متداول کتب میں سے ہے۔

(5) الجمع بین الصحیحین ، علامہ ابن خلکانؒ نے "وفیات الاعیان وانباء انباء الزمان" میں اس کا ذکر کیا ہے امام بغویؒ نے اس کتاب میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ احادیث جمع کی ہیں لیکن آج کل یہ کتاب نایاب ہے۔

(6) شرح جامع الترمذی، جرمن مستشرق کارل بروکلمان (م:1956ء) نے اپنی کتاب "تاریخ ادب العرب میں امام بغویؒ کے ترجمے میں" ذکر کیا ہے۔ اور یہ نسخہ آج بھی مدینہ منورہ کی لائبریری میں موجود ہے۔

(7) شرح السنۃ جس کا ذکر حاجی خلیفہ نے کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون میں کیا ہے۔

(8) فتاویٰ البغوی، علامہ تاج الدین السبکیؒ نے اس کا ذکر "طبقات الشافعیۃ الکبریٰ" میں کیا ہے جو کہ آج کل ترکی کے شہر استنبول میں واقع المکتبۃ السلیمانیۃ میں موجود ہے۔

(9) الکفایۃ فی فروع الشافعیۃ اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون" میں کیا ہے یہ فقہ شافعی کے فروعی مسائل پر مشتمل ایک جامع اور معتبر کتاب جو شوافع میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

(10) الکفایۃ فی القراءۃ، اس کا ذکر صاحبِ کشف الظنون نے بھی کیا ہے یہ کتاب قراءتِ قرآنیہ کے اصول و قواعد پر ایک مستند اور اہم علمی ماخذ سمجھی جاتی ہے۔

(11) المدخل الی مصابیح السنۃ، اس کا ذکر جرمن مستشرق کارل بروکلمان (م:1956ء) نے اپنی کتاب "تاریخ ادب العرب" "العرب" کے ترجمے میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ ایک مخطوطہ نسخہ ہے جو کہ آج کل مصر کے شہر قاہرہ کے مکتبہ قولۃ میں بھی موجود ہے۔

(12) مصابیح السنۃ، یہ حدیث کا وہ مجموعہ ہے جس پر علامہ ولی الدین خطیبِ تبریزیؒ نے کچھ اضافہ کر کے مشکوٰۃ المصابیح کا نام دیا ہے۔ اس کا ذکر حافظ ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں کیا ہے جبکہ صاحبِ ہدیۃ العارفین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث کی ایک جامع اور متداول کتاب ہے جس میں صحیحین کے علاوہ سننِ اربعہ کے تقریباً (4484) احادیث پائے جاتے ہیں۔

(13) مشکل القرآن، س کا ذکر شیخ الادب عبد الرزاق ابن الفوطیؒ نے اپنی کتاب "تلخیص مجمع الاداب فی معجم الالقاب" میں ذکر کیا ہے۔

(14) معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، یہ مشہور تفسیر ہے جو کہ تفسیر بغوی کے نام سے جانا جاتا ہے۔

(15) معجم الشیوخ، اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون" میں اور "صاحبِ ہدیۃ العارفین" نے بھی کیا ہے۔

(16) مجموعہ الفتاویٰ، علامہ تاج الدین السبکیؒ نے "طبقات الشافعیہ" میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے، کہ امام بغویؒ کے ہاں اپنی طرف سے جمع کئے ہوئے فتاویٰ موجود ہیں جو کہ اپنے شیخ قاضی حسین المروزیؒ کے فتاویٰ کے علاوہ ہیں وَله فَتَاوَى مَشْهُورَةلنَفسِهِ غيرفَتَاوَى القَاضِي الْحُسَيْن الَّتِي علقهاهُوَعَنهُ (27)،

امام بغویؒ بحیثیتِ محدّث

امام بغویؒ کی محدثانہ خدمات عظیم اور متنوع ہیں انہوں نے نہ صرف احادیث کو روایت کیا بلکہ احادیث کی شرح و توضیح میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے آپؒ حدیث کی روایت بھی کرتے ہیں اور حدیث کی درایت بھی کرتے ہیں جہاں تک روایت کا تعلق ہے تو انہوں نے اپنی کتابوں میں وارد اکثر مرفوع احادیث کو سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور درایت کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے جہاں تک ممکن ہوا صحیح احادیث کو ترجیح دی چنانچہ ان میں سے اکثر کو بخاری و مسلم، سننِ اربعہ اور دوسرے معتبر مصادر سے روایت کیا ہیں اور یہی قول محققِ معالم التنزیل نے بھی مقدمہ میں فرمائی ہے هي أنه إمام محدث عالم به روايةودراية.أماالروايةفقدأسندأكثرالأحاديث المرفوعةالواردةفي هذاالتفسير، وأماالدرايةفقدتحرى في تلك الأحاديث الصحيح مااستطاع إلى ذلك سبيلا، لذاروى الكثيرمن طريق البخاري وسائرالكتب المعتمدة(28)۔

آپؒ پانچویں، چھٹی صدی ہجری کے ایک عظیم محدّث، علومِ حدیث اوراصولِ حدیث کے ماہر تھے امام بغویؒ نہ صرف اصولِ حدیث میں مہارت رکھتے تھے بلکہ دوسرے محدّثین کے دلائل سے بھی بخوبی واقف تھے۔ امام بغویؒ کو جمہور اہلسنت کے محدثین اور علمائے کرام کے ہاں مجموعی طور پر ایک مضبوط سند رکھنے والا، معتدل منہج پر قائم رہنے والا، ثقہ، متقن اور معتبر محدث کے طور پر مانا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر محدثین، مؤرخین اور ماہرینِ اسماء الرجال نے جب بھی امام بغویؒ کے بارے میں قلم اٹھایا ہے تو قلم نے بھی حقیقت میں آپؒ کے حق میں سچ اگل دیا ہے چنانچہ مختلف محدثین، مؤرخین، ائمہ جرح وتعدیل اور علمائے امت نے آپؒ کی محدثانہ زندگی پر خوبصورت انداز سے روشنی ڈالی ہیں۔

(1) ملا علی قاریؒ نے "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح" میں تحریر کرتے ہیں الْمُقْتَدَى بِهِ فِي جَمِيعِ الْأَحْكَامِ فَإِنَّهُ كَانَ مُحَدِّثًا.قَالَ بَعْضُ مَشَايِخِنَالَيْسَ لَهُ قَوْلٌ سَاقِطٌ (29)، کہ امام بغویؒ تمام علوم میں پیشوا کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ آپؒ محدث تھے اور ہمارے بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ آپؒ کا کوئی بھی قول ساقط نہیں ہوتا۔

(2) حافظ شمس الدین الذہبیؒ "تذکرۃ الحفاظ" میں لکھتے ہیں البغوي الإمام الحافظ... محيي السنة ... وحدث عنه (30)۔ کہ امام بغویؒ امام، حافظ الحدیث اور محی السنۃ ہیں آپؒ اپنے استاد شیخ قاضی حسین المروزیؒ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

(3) علامہ عمادالدین ابن کثیرؒ "طبقات الشافعین" اسی طرح میں ذکر کرکے فرماتے ہیں كان أحدأئمةالمذهب في ... والحديث ... وروى عنه الحديث(31)، کہ امام بغویؒ حدیث کے اماموں میں سے ایک امام ہیں۔ اور حدیث اپنے استاد شیخ قاضی حسینؒ سے روایت کرتے ہیں۔

(4) امام جلال الدین السیوطیؒ "طبقات المفسرین العشرین" میں لکھتے ہیں کان...إماما في الحديث،... وسمع الحديث منه ومن آبي عمر عبد الواحد المليحي، وأبي الحسن الداودي، ([32])، کہ امام بغویؒ حدیث کے امام تھے اور آپؒ حدیث کی روایت اپنے شیخ القاضی الحسین المروزیؒ، ابو عمر عبد الواحد الملیحیؒ اور ابو حسن الداودیؒ سے کرتے ہیں۔

(5) علامہ تاج الدین السبکیؒ "طبقات الشافعية الكبرىٰ" میں لکھتے ہیں كان إماماجليلا ... مُحدثاجامعابَين الْعلم وَالْعَمَل سالكاسَبِيل السّلف ([33])۔ کہ امام بغویؒ ایک جلیل قدر امام، اور محدث تھے علم و عمل کا جیتا جاگتا تصویر اور سلف صالحین کے نقشِ قدم پر چلنے والے تھے۔

(6) احمد بن مصطفیٰ طاش کبریٰ زادہؒ نے اپنی کتاب " مفتاح السعادہ " میں امام بغویؒ کو حدیث کا امام لکھا ہے كان إماما في ... الحديث، ([34])،

(7) اسی طرح مؤرخ ابو الفلاح ابن العماد الحنبلیؒ نے "شذرات الذہب" میں امام بغویؒ کو حدیث کا امام مانا ہے المحدّث ... صاحب التصانيف، وعالم أهل خراسان ([35])، امام بغویؒ محدث، صاحب التصانیف اور اہلِ خراسان کے بڑے عالم تھے۔

(8) علامہ جمال الدین ابن تغری بردی الحنفیؒ نے اپنی کتاب "النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ" میں لکھتے ہیں المحدّث ([36])، کہ امام بغویؒ محدث تھے۔

حدیث کے میدان میں امام بغویؒ کی تصانیف حسبِ ذیل ہیں۔

- **الشرح السنة**، امام بغویؒ کی ہر فن میں تصانیف موجود ہیں لیکن جو مقام اور مرتبہ " شرح السنة" اور کو حاصل ہوا، وہ بہت کم محدثین کی تصنیف کو ہوتا ہے۔ یہ کتاب امام بغویؒ کی سب سے مشہور احادیث کی کتاب ہے امام بغویؒ نے خود شرح السنة کے مقدمے میں فرمایا ہے اور حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں ذکر کیا ہے "فهذاكتاب يتضمن كثيرامن علوم الأحاديث،وفوائدالأخبارالمرويةعن النبيﷺ،من حل مشكلها، وتفسيرغريبهاوبيان أحكامها،ومايترتب عليهامن الفقه،واختلاف العلماء،وجمل لايستغنى عن معرفتها،وهوالمرجوع إليه فيالأحكام ([37])، کہ اس کتاب میں علومِ حدیث ،اخباراحادیث کے فوائد اوررسول اللہ ﷺ سے منقول روایتوں کی تشریح پر مشتمل ہے اس میں علماء سے اختلاف کا بیان اور مشکل مقامات کی توضیح کی گئی ہے یہ کتاب ان تمام علوم کا خلاصہ ہے جن کی دینی احکام اور مسائل میں ضرورت پیش آتی ہے، آگے امام بغویؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شرح السنة میں جو کچھ ذکر کیا ہے اس کا اکثر حصہ معتبر مصادر سے لیا ہے، اور اکثر اسانید کو ذکر کیا ہے سوائے چندان اسانید کے جو مسموع اور معروف ہیں تو طوالت سے بچنے اور ائمہ کی نقل پر اعتماد کرتے ہوئے میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔" اس کتاب میں انہوں نے احادیث کو عقائد اہلسنت کے مطابق ترتیب دیا ہے عقائد، فقہی مسائل اور احادیث کی شرح پر مشتمل ایک اہم ماخذ ہے، اس میں احادیث کی تخریج، فقہی فوائد اور

عقائدِ سلف کی وضاحت کی۔ آپؒ نے اس کتاب میں احادیث کو سادہ مگر جامع انداز میں بیان کیا ہے، آپؒ نے اس کتاب میں صحاح الستہ اور دوسرے معتبر کتبِ احادیث سے احادیث چن چن کر منتخب کر کے شامل کیا۔ آپؒ نے اس کتاب میں احادیث کو صحیح وضعیف کے معیار پر پرکھا۔ آپؒ نے اس کتاب کی روایت کے ساتھ ساتھ درایت پر بھی توجہ دی۔ جمہور اہلِسنت نے آپؒ کی اِس کتاب سے بہت استفادہ کیا ہے(38)۔

- مصابیح السنۃ، یہ حدیث کا وہ مجموعہ ہے جس پر علامہ ولی الدین خطیبِ تبریزیؒ نے کچھ اضافہ کر کے مشکوٰۃ المصابیح کا نام دیا ہے۔ اس کا ذکر حافظ ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں کیا ہے جبکہ صاحبِ ہدیۃ العارفین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث کی ایک جامع اور متداول کتاب ہے جس میں صحیحین کے علاوہ سننِ اربعہ کے تقریباً (4484) احادیث پائے جاتے ہیں۔ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں امام بغویؒ کے بارے میں فرمایا ہے کہ وترك ذكرالأسانيداعتماداعلى نقل الأئمةوقسم أحاديث كل باب إلى صحاح،وحسان.وعنى بالصحاح ماأخرجه الشيخان.وبالحسان ماأورده أبوداود،والترمذي،وغيرهما.وماكان فيهامن ضعيف،أو غريب أشارإليه.وأعرض عن ذكرما كان منكرا،أو موضوعا (39)، یہ ایک عام فہم کتاب ہے جس میں احادیث کو صحاح اور حسان میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور اگر ضعیف یا غریب حدیث ذکر کیا جائے تو آپؒ اس کی ضعف اور غربت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ باقی منکر اوور موضوع حدیث نقل کرنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ تو امام بغویؒ کی کتابیں آج بھی اہل علم کے ہاں مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور استفادہ کرتی ہیں اور ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

وفات

جس طرح آپؒ کی ولادت میں مؤرخین کے درمیان سخت اختلاف پایا جاتا ہے اسی طرح آپؒ کی وفات میں بھی ان کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے علامہ ابن خلکانؒ نے آپؒ کی تاریخ وفات 510ھ ذکر کی ہے(40)۔ لیکن دوسرے اکثر مؤرخین کے نزدیک آپؒ کی وفات شوال کے مہینے سن 516ھ بمطابق 1123ء مروالروذ(41) میں ہوئی اور یہی راجح قول ہے۔ اور آپؒ وہی پر اپنے شیخ قاضی حسین المروزیؒ کے پہلو میں دفن کئے گئے علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں وَدُفِنَ مَعَ شَيْخِهِ الْقَاضِي حُسَيْنٍ بِالطَّالَقَانِ کہ امام بغویؒ اپنے شیخ قاضی حسین المروزیؒ کے پہلو یعنی طالقان(42) میں دفن ہوگئے(43)۔

شمائل کی لغوی تحقیق

لفظ "شمائل" شمال کی جمع ہے شمال کا اصلی مادہ "ش م ل" یعنی شَمَلَ ہے جس کا اطلاق کئی معنوں پر ہوتا ہے۔ جو کہ درجہ ذیل ہیں۔

- امام ابو منصور الہرویؒ(44) نے "تہذیب اللغۃ" میں لفظ شمل، شمال کا معنیٰ سیرت، شکل وصورت، طبیعت وعادات اور اخلاق سے بیان کیا ہے کہ جب اہلِ عرب کسی شخص کی تعریف اور اخلاق بیان کرنا چاہے تو کہتے ہیں کہ رجُل كَرِيم الشَّمَائِل أَي فِي أَخلاقه وعِشرته.(45) کہ یہ آدمی اپنے رویے اور اخلاق کے لحاظ سے بہتر ہے۔

- ابن منظور افریقیؒ(46) اپنی کتاب "لسان العرب" میں لکھتے ہیں۔ کہ لفظ شمائل شمال کی جمع ہے جس کے معنیٰ شکل وصورت، طبیعت، عادات، اور اخلاق کے ہیں(47)۔
- امام راغب اصفہانیؒ(48) نے المفردات فی غریب القرآن میں لکھاہے کہ لفظ شَمل کا اصلی معنیٰ کسی چیز کو جمع کرنے، شامل ہونے اور گھیرنے کے ہیں اور شمال کے مشہور ومعروف معنیٰ بائیں جانب اور شمالی طرف کے ہیں وقيل للخليقةشِمَالٌ لكونه مشتملاعلى الإنسان اشتمال الشّمال على البدن (49)، کہ لفظ شمال انسان کی فطری خصوصیات کے لئے اس لئے بولا جاتاہے کہ یہ انسان کے پورے جسم کو گھیر لیتی ہے۔
- علامہ زین الدین الحنفی الرازی نے اپنی کتاب "مختار الصحاح" میں لفظ شمل اور شمال کا معنیٰ جمع کرنے اور اکٹھا کرنے کے بھی لکھا ہےوَجَمَعَ اللَّهُ شَمْلَهُ أَيْ مَاتَشَتَّتَ مِنْ أَمْرِهِ.وَفَرَّقَ اللَّهُ شَمْلَهُ أَيْ مَااجْتَمَعَ مِنْ أَمْرِهِ -(50) کہ اللہ تعالیٰ ان کے بکھرے ہوئے معاملات کو جمع کر دیتاہے یعنی جو چیز منتشر ہو اللہ تعالیٰ اسے یکجا کر دیتاہے اسی طرح آپؒ فرماتے ہیں کہ لفظ شمل اور شمال، شمالی ہوا کو بھی کہاجاتاہے جو کہ وہ جنوب کی مخالف سمت سے چلتی ہے اور یہ عام طور پر اتنی ٹھنڈی، تیز اور سخت ہوتی ہے کہ جب وہ چلتی ہے تو اپنے ساتھ سردی اور خشکی بھی لے کر آتی ہے۔
- ملّا علی قاریؒ(51) "جمع الوسائل فی شرح الشمائل" میں لفظ شمائل کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں الشَّمَايِل بِالْيَاءِجَمْعُ شِمَالٍ بِالْكَسْرِبِمَعْنَى الطَّبِيعَةِلَاجَمْعُ شَمْأَلٍ بِفَتْحِ الْفَاءِ وَالْهَمْزِلِأَنَّهُ مُرَادِفٌ لِلْمَكْسُورِالَّذِي هُوَبِمَعْنَى الرِّيحِ الْغَيْرِالْمُنَاسِبِ ۔ کہ جب شِمال بالکسرۃ کی جمع "ی" کے ساتھ یعنی شمایل آجائیں تو اس کا معنیٰ عادت، طبیعت، سیرت اور شکل وصورت ہو گا اور اگر شمال بالفتح کی جمع ہمزہ کے ساتھ یعنی "شمائل" آجائیں تو اس کا معنیٰ شمالی تیز ہوا ہو گا(52)۔
- شیخ احمد عبد الجواد(53) نے بھی تقریبا اسی طرح "الاتحافات الربانیۃ بشرح الشمائل المحمدیۃ" کے مقدمہ میں لکھاہے کہ جب شمال کی جمع "ی" کے ساتھ یعنی شمایل آجائیں تو اس کا معنیٰ عادت، طبیعت، سیرت اور شکل وصورت ہو گا اور اگر شمال کی جمع ہمزہ کے ساتھ یعنی "شمائل" آجائیں تو اب اس کا معنیٰ یمین کے مقابل شمال یعنی بائیں جانب ہو گا(54)۔
- امام جلال الدین سیوطیؒ(55) نے "تفسیر جلالین" میں سورۃ النحل کی آیت أَوَلَمْ يَرَوْاإِلَى مَاخَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَفَيَّأُظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًالِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ (56) میں لفظ شمائل کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وَالشَّمَائِل جَمْع شِمَال أَيْ عَنْ جَانِبَيْهِمَاأَوَّل النَّهَاروَآخِره (57) یعنی شمائل شمال کی جمع ہے اور اس سے دونوں اطراف مراد لئے گئے ہیں۔
- امام ابو جعفر الطبریؒ(58) نے اپنی تفسیر "تفسیر طبری" میں سورۃ الاعراف کی آیت میں شمائل سے بائیں طرف مراد لیاہے ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَاتَجِدُأَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ(59) میں لفظ شمائل کی تشریح

کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ مِنْ قِبَلِ الْبَاطِلِ يُرَغِّبُهُمْ فِيهِ وَيُزَيِّنُهُ لَهُمْ۔ (60) شمائل کا مطلب بائیں طرف سے شیطان حملہ کرے گا اور وہ گناہ مراد ہوتا ہے کہ شیطان لوگوں کو باطل یعنی گناہ کی ترغیب دیتا ہے اور گناہ کو مزین بنا دیتا ہے۔

- امام زبیدیؒ (61) نے اپنی مشہور لغت کی کتاب "تاج العروس من جواہر القاموس" میں لکھتے ہیں کہ وَالشَّمَائِلِ : الطبع والخلق شمائل سے مراد طبیعت اور اور اخلاق ہے (62)۔
- امام ابن فارس احمد القزوینیؒ اپنی لغت کی کتاب "الصاحبي في فقه اللغةالعربية" میں لکھتے ہیں کہ "شمل" کے مادے سے تقریباً پانچ الفاظ نکلتے ہیں وتكون منهاخمس لُغات نحو الشَّمال و الشِمالُ والشَّمِل والشَّمَل والشَّأمَل والشَّمْل (63). شَمال اور شِمال بمعنیٰ شمالی سمت، شَمِل، شَمَل، شائل اور شَمْل و شملۃ وغیرہ۔
- علّامہ یوسف النبہانیؒ "وسائل الوصول الی شمائل الرسول" میں شمائل کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ الشمائل هي في الأصل الأخلاق والطّبائع خليقة الرّجل والجمع شمائل کہ شمائل کا اصلی معنیٰ آدمی کے اخلاق، عادات اور طبیعت کے ہیں اور شمائل شمال کی جمع ہے (64)۔
- مولانا عبد الرشید نعمانیؒ نے "لغات القرآن" میں لکھتے ہیں کہ شمائل شمال کی جمع ہے لیکن یہ خلاف القیاس آتی ہے جس کا مطلب بائیں جانب ، بائیں طرف والشمال: خلاف اليمين، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ یعنی ان کے بائیں جانب سے (65)۔ معجم القرآن میں سید فضل الرحمٰن نے بھی یہی معنیٰ و مفہوم بیان کیا ہے کہ الشمال: خليقةالرجل وطبيعته۔

آئمہ لغت کی آراء کو مدّ نظر رکھتے ہوئے لفظ شمائل کی تشریح و توضیح و مفہوم یہی سمجھ میں آتی ہے کہ اِس سے وہ امور مراد ہوتے ہیں جو کسی انسان میں طبیعت، عادات، سیرت و صورت اور اخلاق سے موجود ہوتے ہیں۔

قرآن کریم اور احادیثِ نبوی ﷺ سے بھی یہی معنیٰ و مفہوم ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَاتَجِدُأَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ۔ پھر میں ان پر چاروں طرف سے حملہ کروں گا ان کے سامنے سے، ان کے پیچھے سے، ان کے دائیں طرف سے اور ان کے بائیں طرف سے، اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ أَوَلَمْ يَرَوْاإِلَى مَاخَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَفَيَّأُظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًالِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے اس کے سائے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں جھکے رہتے ہیں اور سب عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی طرح احادیث میں بھی لفظ شَمْل و شمال کا تذکرہ موجود ہے امام ترمذیؒ نے اپنی مستند حدیث کی کتاب "سنن ترمذی" میں ایک روایت نقل کی ہے کہ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ كَانَتِ الآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللَّهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ،وَأَتَتْهُ الدُّنْيَاوَهِيَ رَاغِمَةٌ،وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَاهَمَّهُ جَعَلَ اللَّهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ،وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ،وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَاإِلَّامَا قُدِّرَلَهُ (66) رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا مقصودِ زندگی آخرت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں استغناء و بے نیازی پیدا کر دیتا ہے اور اسے دل جمعی عطاء کرتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے اور جس کا مقصودِ زندگی طلب دنیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی محتاجی اس کے دونوں آنکھوں کے سامنے رکھ دیتا ہے اور اس کی جمع خاطر کو پریشان کر دیتا ہے دنیا اس کے پاس اتنی ہی آتی ہے جو اس کے لئے مقدر ہے۔ اسی طرح امام ابن ماجہؒ نے "سنن ابن ماجہ" میں ایک روایت نقل کی ہے کہ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى فِي شَمْلَةٍ قَدْ عَقَدَ عَلَيْهَا(67) کہ رسول اللہ ﷺ نے چادر میں نماز پڑھی جس پر گرہ لگی ہوئی تھی۔

مذکورہ بالا تراجم سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث میں لفظ شمل و شمائل سمت، جانب اور عادات واخلاق کے لئے استعمال ہوا ہے۔

شمائل کی اصطلاحی تحقیق

لفظ "شمائل" کی اصطلاحی معنیٰ میں مختلف محدثین کا تقریباً اتفاق رہا ہے کہ شمائل سے مراد رسول اللہ ﷺ کی وہ اخلاقِ شریفہ، عاداتِ عالیہ اور طبعی محاسن ہیں جن کا تعلق رسول اکریم ﷺ کی باطنی اور ظاہری اوصاف سے ہوتا ہے یعنی صورت و سیرت دونوں مراد ہیں۔ محدثین کی تشریحات و توضیحات درجہ ذیل ہیں۔

- علّامہ یوسف النبہانیؒ (68) "وسائل الوصول الی شمائل الرسول" میں شمائل کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وقد استعمل علماء الحديث الشّمائلَ في أخلاقه الشّريفة ﷺ على أصلها وفي أوصاف صورته الظّاهرة أيضا على سبيل المجاز کہ محدثین کرام نے شمائل کے اصطلاح کو بنیادی طور پر رسول اللہ ﷺ کے اخلاق شریفہ کے لئے استعمال کیا اور نبی کریم ﷺ کی ظاہری شکل و صورت کے اوصاف کے لئے بھی مجازاً استعمال کیا(69)۔
- امام ترمذیؒ نے(70) "الشمائل المحمدیہ" میں شمائل کا اصطلاحی معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ والشمائل أقوال النبي صلى الله عليه وسلم،وأفعاله، وصفاته والمراد به هنا صورته وشكله ﷺ --- ما تحلى به ﷺ من صفاته الباطنة كالحلم والعلم۔ شمائل سے مراد نبی کریم ﷺ کے اقوال، صفات، اخلاق،، عادات، رہن سہن، کھانے پینے، لباس، گفتگو اور روزمرہ زندگی کے معاملات ہیں(71)۔
- علّامہ شہاب الدین قسطلانیؒ(72) اپنی کتاب "المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ" میں قاضی عیاضؒ کے حوالے سے شمائل کے مفہوم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ شمائل نبوی ﷺ سے مراد وہ صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو کمالِ تخلیق اور جمالِ صورت و سراپا کے لحاظ سے دوسروں کے مقابل زائد عطاء کی ہیں اور جن اخلاقِ زکیہ اور اوصافِ حمیدہ سے نوازا، وہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتی زندگی کے احوال اور گزر بسر میں بدرجہ اتم موجود ہیں(73)۔
- امام جلال الدین سیوطیؒ "الشمائل الشریفۃ" میں لفظ شمائل کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وَهِي الشَّمَائِل الشَّرِيفَة وَالْمرَاد صورته ﷺ الظَّاهِرَة والباطنة(74)۔ شمائل سے مراد رسول اللہ ﷺ کی ظاہری اور باطنی شکل و صورت ہو۔

- ملّا علی قاریؒ "جمع الوسائل فی شرح الشمائل" میں لفظ شمائل کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ الشَّمَايِل صُورَتُهُ ﷺ وَشَكْلُهُ الَّذِي يُطَابِقُ كَمَالَهُ، هیَ أخلاق والعادات الباطِنَةوالظاهِرَة، صُورَةَرَسُولِهِ الْأَعْظَمِ وَنَبِيِّهِ الْأَكْرَمِ ﷺ عَلَى الْوَجْهِ الْأَتَمِّ(75)۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو کمالِ تخلیق اور جمالِ صورت عطاء کی ہے اور جن ظاہری و باطنی اخلاقِ زکیہ اوراوصافِ حمیدہ سے نوازا، وہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتی زندگی کے احوال میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔
- علّامہ صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ(76) "الرحیق المختوم" میں شمائل کی تشریح و توضیح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جمال الخلق وكمال النفس، ومكارم الأخلاق، والشيم النبيلةوالشمائل الكريمة، شمائل سے مراد رسول اللہ ﷺ کی عاداتِ الشریفة ، اخلاق کریمہ، ظاہری و باطنی جمالِ خلق و کمالِ نفس ہے(77)۔
- ڈاکٹر محمد بن خلیفہ التمیمی(78) "حقوق النبی ﷺ علی امتہ فی ضوء الکتاب والسنۃ" میں شمائل کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ الشمائل التي اعتنت بذكرصفاته ﷺ وأحواله في عباداته وخلقه وهديه ومعاملاته.(79) شمائل سے مراد وہ روایات ہیں جو رسول کریم ﷺ کی صفات، آپ ﷺ کے حالات، عبادات، اخلاق، آپ ﷺ کے طریقۂ زندگی اور آپ ﷺ کے معاملات کے بیان کا اہتمام کرتی ہیں
- علّامہ شبلی نعمانیؒ (80) اپنی کتاب "سیرۃ النبی ﷺ" میں شمائل کے اصطلاحی تعریف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ شمائل نبوی ﷺ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ اخلاق، احوال، عادات اوراطوار ہیں باالفاظِ دیگر رسول اللہ ﷺ کی اخلاق، عادات، خصائل اور شب وروز کے معمولات کے تفصیلات کا نام ہے(81)۔
- سید سلیمان ندویؒ (82) "الرسالۃ المحمدیۃ" میں شمائل کا مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں کہ الشمائل وهي مقصورةعلى ذكرأخلاق النبي ﷺ وعاداته، وفضائله، وماكان يعمل في يومه من الصباح إلى المساء، وفي ليلةمن المساءإلى الصباح(83). شمائل سے مراد نبی کریم ﷺ کی اخلاقِ الشریفہ، عادات، فضائل اور وہ تمام امور جو صبح سے لے کر شام تک انجام دیتے اوروہ امور جورات میں شام سے لے کر صبح تک انجام دیتے۔
- ڈاکٹر عبد الرحیم سعید صاحب نے "موسوعۃ الاحادیث النبویۃ" میں شمائل کے بارے میں لکھتے ہیں الخصال الحسنةوالطبائع الجميلة التى تتعلق بصافات النبى ﷺ الباطنةوالظاهرة(84) کہ شمائل سے مراد رسول کریم ﷺ کی وہ اخلاقِ کریمہ اور عاداتِ عالیہ جن کا تعلق آپ ﷺ کی ظاہری و باطنی اوصاف سے ہو۔
- ڈاکٹر تقی الدین ندوی صاحب اس بارے میں لکھتے ہیں کہ اصطلاح میں شمائل سے مراد رسول کریم ﷺ کی اخلاق واحوال اور عادات کو کہتے ہیں باالفاظ دیگر رسولِ کریم ﷺ کی اخلاق وعادات، فضائل اور شب وروز کے معمولات کی تفصیلات کا نام ہے(85)۔

- ڈاکٹر علامہ طاہر القادری صاحب "قرآن اور شمائل نبوی ﷺ" میں شمائل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ شمائل کا تعلق حضور نبی کریم ﷺ کی شخصیتِ مبارکہ کے حسن ظاہر سے ہے(86)۔

یعنی رسول اللہ ﷺ کی ذات والاصفات سے عشق و محبت کے والہانہ جذبات اہل ایمان کے دلوں میں فروغ پائیں انہوں نے شمائل کو رسول اللہ ﷺ کے ظاہری حسن کے ساتھ خاص کیاہے اوراپنی کتاب قرآن اور شمائل نبوی ﷺ میں شمائل کے عنوان کے تحت صرف حسنِ رسول ﷺ ہی کا تذکرہ کیاہے۔

یہی وجہ ہے کہ عہدِ رسالت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دور ہی سے رسول اللہ ﷺ کے ذاتی حالات کا علم حاصل کرنے، جمع کرنے اور آنے والے نسلوں کے لئے منتقل کرنے کے بارے میں رجحانات سامنے آئے جیسا کہ سیدنا زیدؓ کے بیٹے خارجہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ چند صحابہ کرام ہمارے گھر تشریف لائیں تاکہ وہ سیدنا زیدؓ سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کریں(87)۔

شمائلِ نبوی ﷺ کی دو حیثیتیں ہیں ایک خَلقی حیثیت اور دوسری خلقی حیثیت ،خَلقی سے مرادیہ ہے کہ رسول للہ ﷺ کے جسمِ اطہر کے اندر کون سے اوصافِ جمیلہ ودیعت کئے گئے تھے اور آپ ﷺ کی جسمِ اطہر کی ساخت اور بناوٹ کس انداز کی تھی؟اور خلقی حیثیت سے مرادیہ ہے کہ آپ ﷺ کی عملی صورت کیا تھی اور آپ ﷺ کی شبانہ روز معمولات کیا تھے؟

لہٰذا یقینی طور پر یہ کہاجاسکتاہے کہ علمِ شمائل سے مراد وہ علم ہے کہ جس میں نبی کریم ﷺ کے خَلقی و خلقی اوصاف حمیدہ سے بحث ہو یا ان جملہ احوال سے بحث ہو جو نبی کریم ﷺ کے طرزِ عبادت ،زہد و تقویٰ، سیرت وصورت ،گھریلو خانگی معاملات اور صحابۂ کرامؓ کے ساتھ طرزِ زندگی و طرزِ معاشرت سے متعلق ہو۔

شمائل بغوی کا تعارف

شمائلِ بغوی امام ابو محمد حسین بن مسعود البغویؒ کی ایک معروف و مشہور کتاب ہے جس کا اصلی نام "الانوار فی شمائل النبی المختار" ہے اور کتابوں میں اکثر اسی نام "الانوار فی شمائل النبی المختار" سے جاناجاتاہے۔ جبکہ علامہ اسماعیل بن محمد البابانی بغدادیؒ نے "ہدیۃ العارفین اسماء المؤلفین وآثارالمصنفین "میں الانوار فی شمائل النبی المختار کی بجائے "ارشاد الانوار فی شمائل النبی المختار "تحریر کیاہے من تصانيفه ارشاد الانوارفِي شمائل النَّبِي الْمُخْتَار،تَرْجَمَةالاحكام فِي الْفُرُوع(88) کہ امام بغویؒ کی تصانیف میں ارشادالانوار فی شمائل النبی المختار اور ترجمۃ الاحکام فی الفروع وغیرہ شامل ہیں ۔ جبکہ بعض مؤلفین نے اِس کتاب کے نام کو دیگر مختلف عنوانات سے معنون کیاہے جیسا کہ "خزانۃ التراث "میں اس کتاب کے کئی نام ہیں جیسے الانوارفي ذكرالنبي المختار،الانوارفي فضائل النبي المختار اورمشكاةالانوارفي فضائل النبي المختار وغیرہ۔ ڈاکٹر حاتم بن عارف العونی نے "التخریج ودراسۃ الاسانید "میں اِسی نام سے ابو الشیخ عبد اللہ بن محمد الاصفہانیؒ کی کتاب کا بھی ذکر کیاہے لیکن وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔وكتاب الأنوارفي شمائل النبي المختارلأبي الشيخ الأصبهاني (89)۔کیونکہ یہ صرف ایک جگہ پر مذکور ہے اس کے علاوہ کہی اور جگہ اس کا ذکر نہیں ملتا۔ لیکن حقیقت میں امام بغویؒ نے شمائل کے موضوع پر جو کتاب لکھی ہے اس کا نام

"الانوار فی شمائل النبی المختار" ہی ہے جسے شمائل بغوی بھی کہا جاتا ہے۔اوراہلِ علم نے اسی نام کو اختیار کیا ہے۔ جیسا کہ مصطفیٰ بن عبداللہ حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون" میں بھی اس کا ذکر کیا ہےالأنوارفي شمائل النبي المختار للإمام محيي السنةحسين بن مسعود البغوي(90) کہ امام بغویؒ کی کتاب کا نام "الانوار فی شمائل النبی المختار" ہے۔

شمائل بغوی میں امام بغویؒ نے رسول اللہ ﷺ ﷺ کے اخلاق، عادات، اوصاف، معمولاتِ زندگی، ظاہری و باطنی کمالات کو احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے تاکہ ہر انسان بحیثیتِ امتی اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو تاریخی واقعات کے طور پر نہیں بلکہ عملی نمونہ کے طور پر اپنائیں ۔کیونکہ امام بغویؒ نے اس کتاب میں آپ ﷺ کا حلیہ مبارک، کھانے پینے کے آداب، نشت وبرخاست، لباس، جوتا، وضع قطع ، عبادات، معاملات، گفتگو کا انداز، صبر و حلم، عفوو درگزر، سخاوت، مسکراہٹ، مزاح اور تواضع، گھریلو زندگی، اور معاشرتی رویّوں کا جامع تذکرہ کیا ہے۔اور یقیناً شمائل کے تمام موضوعات پر اس کتاب میں احادیث مذکور ہیں ۔بہرحال یہ کتاب سیرتِ نبوی ﷺ کو دل کے قریب کرنے والی کتاب ہے جس سے محبتِ رسول ﷺ اور اتباعِ سنت کا جذبہ دل میں ابھرتا ہے اور دل اخلاقی تربیت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

امام بغویؒ نے اس کتاب میں موجودہ احادیث کو102 ابواب میں تقسیم کیا ہے، ابواب کے عنوانات ظاہر، سادہ اور عام فہم ہیں۔امام بغویؒ نے غیر ضروری طوالت وامتداد سے پرہیز کیا ہے احادیث کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے تاکہ عام قاری کے لئے اسان بھی ہو اور فائدہ مند بھی۔امام بغویؒ نے اس کتاب میں کسی قسم کے استنباط وغیرہ سے کام نہیں لیا ہے اور نہ ہی ایسا موضوع چھوڑا ہے جس کے لئے عنوان ذکر نہ کیا گیا ہو۔ آپؒ نے اس کتاب میں تقریباً 1258 احادیث کو ذکر کیا ہے۔کتاب کی ترتیب اور تبویب کو اِس انداز سے رکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی شمائل وخصائل خوب واضح اور ظاہر ہو۔

"الانوار فی شمائل النبی المختار" میں امام بغویؒ کا منہج واسلوب

(1) امام بغویؒ نے شمائلِ بغوی میں احادیثِ صحیحہ، احادیثِ حسن اور سیرت کے معتبر روایات وواقعات کو ذکر کیا ہے۔

(2) امام بغویؒ نے شمائلِ بغوی کی احادیث سادہ، جامع، محدثانہ، عاشقانہ اور مؤثر اسلوب کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

(3) امام بغویؒ نے شمائلِ بغوی کے منہج کی بنیاد مرفوع احادیث پر رکھی ہے ذاتی آراء، غیر مستند اقوال، قیاسی باتوں، غیر ضروری تفصیل اور فلسفیانہ بحث سے پرہیز کیا ہے۔

(4) امام بغویؒ نے شمائلِ بغوی میں وہ احادیث نبویہ ﷺ ذکر کی ہے کہ جو شمائل وخصائل سے متعلق ہو۔

(5) امام بغویؒ نے شمائلِ بغوی میں ان مستند احادیث پر اعتماد کیا ہے یا ہر وہ حدیث شامل تصنیف کیا ہے جو مستند سند کے ساتھ مذکور ہو۔اور جن احادیث کی سند مذکور نہ ہو تو کسی خاص مصلحت کی بناء پر اسے چھوڑ دیا ہو۔

(6) امام بغویؒ نے شمائلِ بغوی کی احادیث لکھتے وقت محبتِ رسول ﷺ اور عقیدۂ حیات النبی ﷺ کو سامنے رکھ کر اہلِسنت کے نظریئے کی ترجمانی کی۔

(7) امام بغویؒ نے شمائلِ بغوی کی احادیث لکھتے وقت خوب اخلاقی وروحانی تربیت پر خاص توجہ دیا ہے۔ تاکہ تصنیف عام مسلمانوں اور طلبہ علم دونوں کے لئے مفید ہو(91)۔

نتائج البحث:

1. شمائل نبوی ﷺ پر امام بغویؒ کی وقیع کاوش:

اگرچہ امام بغویؒ بنیادی طور پر تفسیر (معالم التنزیل)، حدیث (شرح السنۃ، مصابیح السنۃ) اور فقہ کے امام کے طور پر معروف ہیں، تاہم شمائل نبوی ﷺ پر ان کی تصنیف "الانوار فی شمائل النبی المختار" (جسے شمائل بغوی بھی کہا جاتا ہے) اس میدان کا ایک نہایت اہم اور قیمتی ماخذ ہے۔

2. شمائل کا جامع لغوی واصطلاحی احاطہ:

تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ لغت میں "شمائل" (جمع شمال) سے مراد انسان کی فطری عادات، اخلاق، اور رویے ہیں؛ جبکہ محدثین کی اصطلاح میں شمائل سے مراد رسول اکرم ﷺ کے ظاہری (خَلقی) اور باطنی (خُلقی) اوصاف، حلیہ مبارک، اور حیات مبارکہ کے تمام تر معمولات ورویے ہیں۔

3. کتاب کی ساخت اور منسق ابواب بندی:

امام بغویؒ نے اس کتاب کو 102 ابواب میں تقسیم کیا ہے اور اس میں 1258 کے قریب احادیث شامل کی ہیں۔ کتاب کی ابواب بندی نہایت سلیس، سادہ اور عام فہم ہے جو سیرت طیبہ کے ہر پہلو کا الاحاطہ کرتی ہے۔

4. مرفوع ومستند احادیث پر مبنی منہج:

امام بغویؒ کے اسلوب کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے کتاب کی عمارت مرفوع احادیث، صحاح اور حسان روایات پر قائم کی ہے۔ انہوں نے غیر مستند واقعات، فلسفیانہ بحثوں، قیاسی باتوں اور غیر ضروری طوالت سے مکمل احتراز کیا ہے۔

5. اختصار اور عدم پیچیدگی:

امام بغویؒ نے اس کتاب میں طویل استنباطات یا پیچیدہ فقہی مباحث کے بجائے اختصار کا مسلک اختیار کیا ہے تاکہ قاری براہ راست احادیث نبویہ کے متن اور پیغام سے مستفید ہو سکے۔

6. تربیتی اور اخلاقی مقصدیت:

اس کتاب کی تصنیف کا بنیادی مقصد محض تاریخی معلومات کی جمع آوری نہیں، بلکہ امت کے لیے عملی اسوہ، تعظیم و محبت رسول ﷺ، اخلاقی تربیت اور اتباع سنت کے جذبے کو بیدار کرنا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ۔ حافظ ذہبیؒ کا پورا نام ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی الترکمانی الدمشقی الشافعی ہے آپؒ کی پیدائش دمشق شہر ربیع الثانی 673ھ میں ہوئی، آپؒ محدث کبیر، متقن کبیر، مؤرخ اسلام اور اسماء الرجال جرح و تعدیل کے امام ہے آپؒ کے اساتذہ میں مسعود بن عبداللہ الصالحی، عمر بن القواس، حافظ شرف بن عساکر، عبدالخالق بن علی، حافظ الیونینی اور البرقوہی مصری جیسے بڑے بڑے شیوخ شامل ہیں آپؒ کی تصانیف میں تاریخ اسلام، میزان الاعتدال، تذکرۃ الحفاظ اور سیر اعلام النبلاء جیسے گران قدر کتب شامل ہیں۔

ابن العماد الحنبلی، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، ج1، ص61 / الذہبی، تاریخ اسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، ج1، ص7

[2] ۔ الذہبیؒ، ابو عبداللہ، شمس الدین، محمد بن احمد (م:748ھ)، تذکرۃ الحفاظ للذہبی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1419ھ / 1998ء، ج4، ص38

[3] ۔ علامہ سبکیؒ کا پورا نام ابو النصر تاج الدین عبدالوہاب بن علی تمام السبکی الشافعی ہے آپؒ کی پیدائش قاہرہ شہر 717ھ میں ہوئی، آپؒ دمشق کے قاضی القضاۃ، متقن کبیر، شیخ الاسلام اور امام الباحث مؤرخ تھے آپؒ کے اساتذہ میں حافظ ذہبیؒ، امام المزیؒ اور شمس الدین بن النقیب جیسے بڑے بڑے شیوخ شامل ہیں اور آپؒ کے شاگردوں میں قاضی حمص محمد بن عبدالمحسن حمدان السبکی الشافعی اور مجدالدین فیروزآبادی شامل ہیں آپؒ کی تصانیف میں طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسبکی، جمع الجوامع اور اوضح المسالک جیسے گران قدر کتب شامل ہیں آپؒ کی وفات طاعون مرض سے ذوالحجہ 771ھ دمشق میں ہوئی۔ ابن العماد الحنبلی، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، ج1، ص66

[4] ۔ السبکی، تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین (م:771ھ)، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1413ھ / 1993ء، ج7، ص77

[5] ۔ علامہ زرکلیؒ کا پورا نام خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس الزرکلی الدمشقی ہے آپؒ کی پیدائش بیروت شہر ذوالحجہ 1310ھ میں ہوئی، آپؒ شام کے مشہور قومی شاعر، مؤرخ، عرب تذکرہ نگار اور مصنف تھے پیشے کے اعتبار سے صحافی تھے آپؒ کی تصانیف میں شہرت پانے والے تصنیف "الاعلام" ہے آپؒ کی وفات 1396ھ کو قاہرہ مصر میں ہوئی۔

الزرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد الزرکلی الدمشقی (م:1396ھ)، الاعلام، دارالعلم للملایین، بیروت، 1425ھ / 2002ء، ج8، ص267

[6] ۔ یاقوت الحمویؒ کا پورا نام شہاب الدین عبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی الرومی ہے آپ کی پیدائش 575ھ میں ہوئی۔ آپ مؤرخِ اسلام، سیاح، جغرافیہ نگار اور عظیم مصنف تھے ابتداء میں آپ غلام تھے بغداد میں فروخت ہوئے تو ان کے مالک عسکر بن ابوالنصر ابراہیم الحموی نے اعلیٰ تعلیم دی اور زمانے کے مشہور جغرافیہ دان بن گئے آپ کی مشہور تصنیف " معجم البلدان "پوری دنیا میں مانا جاتا ہے آپ کے اساتذہ میں ابن حاجب عثمان بن عمر الکردیؒ زیادہ مشہور ہے آپ نے 626ھ میں وفات پائی۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج6، ص127

[7] ۔ یاقوت الحموی، ابو عبداللہ، شہاب الدین، یاقوت بن عبداللہ الرومی (م:626ھ)، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، 1416ھ / 1995ء، ج1، ص468

[8] ۔ ابن خلکان، ابو العباس، احمد بن محمد البرمکی (م:681ھ)، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، دار صادر، بیروت، 1415ھ / 1994ء، ج2، ص136۔

[9] ۔ علامہ ابن خلکانؒ کا پورا نام ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر ابن خلکان الاربلی الشافعی ہے آپؒ کی پیدائش عراقی شہر اربیل کے مقام پر 608ھ میں ہوئی، آپؒ شام اور دمشق کے قاضی القضاۃ بھی رہ چکے ہیں آپؒ محدث کبیر، مؤرخ اسلام، نیک پارسا اور متقی تھے آپ کے اساتذہ میں ابو محمد بن ہبۃ اللہ بن مکرم الصوفی، المؤید الطوسی

عبدالمعز الہروی، کمال بن یونس، الجلیقی اور ابن شداد شامل ہیں آپ کی تصنیفات میں "وفیات الاعیان "بہت مشہور ہے جو کہ تاریخ ابن خلکان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپؒ نے رجب 681ھ دمشق میں وفات پائی اور دمشق کے قبرستان "الصالحیۃ" میں دفن ہو گئے۔ ابن کثیر، طبقات الشافعین، ج1، ص917

[10]۔ مروالروذ خراسان کے شہروں میں سے ایک اہم شہر ہے جو کسی زمانے میں خراسان کا دارالخلافہ ہوا کرتا تھا یہ مرو "مروالشاھجہان" کے قریب ہے اسی مرو شہر کی طرف بڑے بڑے ائمہ محدثین وفقہائے کرام کی نسبت ہے جن میں امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد ابو بکر بن احمد بن حجاج المروذیؒ، ابو بکر خلف بن احمد المروذیؒ، قاضی الحسین بن محمد بن احمد المروزیؒ، ابو اسحاق ابراہیم بن احمد المروذیؒ، قاضی ابو حامد بن عمر بن احمد المروذیؒ قابلِ ذکر ہیں۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج5، ص112

[11]۔ آپؒ کا پورا نام ابو علی الحسین بن محمد بن احمد المروزیؒ ہے آپ ہی امام بغویؒ کے شیخ بخاری اور مذہب شافعی کے "اصحاب الوجوہ" میں سے تھے امام الحرمین کی کتاب "نہایۃ المطلب"، امام غزالی کی "الوسیط" اور "البسیط" میں " قال القاضی" سے مراد یہی امام قاضی حسین ہوتے ہیں علامہ ابو بکر قفال مراذیؒ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، آپؒ نے اصول، فروع اور خلاف میں کئی کتب تصنیف کئے آپؒ درس و تدریس کرتے، فتویٰ دیتے اور لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے تھے آپؒ کی 462ھ مروالروز میں وفات پائی۔

[12]۔ خراسان ایک وسیع اور تاریخی خطہ ہے جو کئی ممالک میں پھیلا ہوا تھا جن کی حدود مغرب کی طرف عراق، ایران سے، شمال کی طرف دریائے جیحون اور خوارزم سے، مشرق کی طرف کشمیر تک بشمولِ برّصغیر پاک وہند، شمال مشرقی ایران، افغانستان، وسطی اشیائی ریاستیں، یہ تمام علاقے خراسان کہلاتے تھے اور 86ھ میں مشہور مسلمان جرنیل قتیبہ بن مسلمؒ نے خراسان کو اسلامی ریاست میں شامل کیا تھا مختلف ادوار میں نیشاپور، مرو، طوس، ہرات اور بلخ خراسان کے صدر مقام رہے ہیں۔ یاقوت حمویؒ، معجم البلدان، ج2، ص350

[13]۔ ابن نقطہ کا اصلی نام حافظ معین الدین ابو بکر محمد بن عبدالغنی بن الحنبلی البغدادیؒ ہے آپؒ حافظ الحدیث، امام متقی اور محدث عراق تھے آپؒ نے علم کی خاطر بلادِ قریب وبعید کا سفر کیا جن میں بلادِ خراسان، بلادِ جبل اور جزیرہ نما، شام و عراق شامل ہیں۔ آپؒ نے صفر 629ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ ابن خلکانؒ، وفیات الاعیان وانباء انباء الزمان، ج4، ص392

[14]۔ السبکی، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ج7، ص75

[15]۔ امام سمعانیؒ کا پورا نام ابو سعد عبدالکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی المروزی الشافعی (م:562ھ) ہے آپؒ خراسان، مرو شہر کے عظیم مؤرخ، شیخ اور سوانح نگار تھے سوانح نگاری پر آپؒ کی مشہور کتاب الانساب ہے آپؒ کی وفات 617ھ میں ہوئی۔ الذہبی، شمس الدین، محمد بن احمد (م:748ھ)، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، 1382ھ/1963ء، ج2، ص606

[16]۔ بغ یا بغشور خراسان کا ایک قدیم قصبہ تھا جو تقریباً ہرات اور مروالروذ کے درمیان واقع ہے آج کل یہ ایران کے شمال مشرق میں نیشاپور کے قریبی حصے میں آتا ہے۔ عباسی دور میں یہ علاقہ علم وادب کا مشہور مرکز رہا ہے اِس علاقے کے پانی، چشمے میٹھے اور کھیت، باغات پھل پھول والے اور سبزہ زار ہیں بغشور کی طرف بڑے بڑے ائمہ محدثین وفقہائے کرام کی نسبت ہے جن میں ابو القاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بن المرزبان بن سابور قابلِ ذکر ہیں۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج1، ص467

[17]۔ مروخراسان کے شہروں میں سے ایک اہم علاقہ ہے جو کسی زمانے میں خراسان کا دارالخلافہ ہوا کرتا تھا آج کل یہ ترکمانستان کا ایک موجود قدیم شہر ہے یہ مرو "مروالشاھجہان" کے قریب ہے اسی مرو شہر کی طرف بڑے بڑے ائمہ محدثین وفقہائے کرام کی نسبت ہے جن میں امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد ابو بکر بن احمد بن حجاج المروذیؒ، ابو بکر خلف بن احمد المروذیؒ، قاضی الحسین بن محمد بن احمد المروزیؒ، قاضی ابو حامد بن عمر بن احمد المروذیؒ قابلِ ذکر ہیں۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج5، ص112

[18]۔ السمعانی، ابو سعد، عبدالکریم بن محمد التمیمی المروزی (م:562ھ)، الانساب للسمعانی، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدرآباد، 1382ھ/1962ء، ج2، ص273

[19]۔ محققہ رواۃ بنت احمد اظہار، کتاب السیر من التہذیب للبغوی، ج1، ص239

[20]۔ ملا علی قاری، ابو الحسن، علی بن محمد الہروی (م:1014ھ)، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، دار الفکر، بیروت، 1422ھ/2002ء، ج1 ص12

[21]۔ ابن کثیر، ابو الفداء، اسماعیل بن عمر الدمشقی (م:774ھ)، طبقات الشافعین، مکتبۃ الثقافۃ الدینیہ، 1413ھ/1993ء، ج1، ص548

[22]۔ السیوطیؒ، طبقات المفسرین، ج1، ص38

[23]۔ ابن حجر، ابو الفضل، احمد بن علی العسقلانی (م:852ھ)، التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر، دار الکتب العلمیہ، 1419ھ / 1989ء، ج1، ص287

[24]۔ الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج14، ص329

[25]۔ البغدادی، اسماعیل بن محمد البابانی (م:1399ھ)، ہدیۃ العارفین اسماء المؤلفین وآثار المصنفین، بعنایۃ وکالۃ المعارف الجلیلۃ، استنبول، 1951ء، ج1، ص312

[26]۔ الادنہوی، احمد بن محمد (م:ق 11ھ)، طبقات المفسرین، مکتبۃ العلوم والحکم، سعودی عرب، 1417ھ / 1997ء، ج1، ص159

[27]۔ السبکی، طبقات الشافعیہ، ج7، ص75

[28]۔ محقق عبد الرزاق المہدی، مقدمہ معالم التنزیل، ج1، ص22

[29]۔ ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، ج1، ص12

[30]۔ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج4، ص37

[31]۔ ابن کثیر، طبقات الشافعین، ج1، ص548

[32]۔ السیوطیؒ، طبقات المفسرین العشرین، ج1، ص50

[33]۔ السبکی، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ج7، ص75

[34]۔ طاش کبریٰ زادہ، احمد بن مصطفیٰ (م:1561ء)، مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ فی موضوعات العلوم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1405ھ / 1985ء

[35]۔ ابن العماد، عبد الحی بن احمد الحنبلی (م:1089ھ)، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، دار ابن کثیر، بیروت، 1406ھ / 1986ء، ج6، ص79

[36]۔ ابن تغری بردی، یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی (م:874ھ)، النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ، دار الکتب، مصر، س۔ن، ج5، ص224

[37]۔ البغوی، محی السنۃ، ابو محمد بن حسین بن مسعود (م:516ھ)، شرح السنۃ، المکتب الاسلامی، بیروت، 1403ھ / 1983ء، ج1 ص2

[38]۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص1040

[39]۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص1698

[40]۔ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج4، ص38

[41]۔ الذہبیؒ، سیر اعلام النبلاء، ج14، ص301

[42]۔ مؤرخ اصطخری کے مطابق طالقان خراسان کا مشہور شہر اور صوبہ طخارستان کا دار الحکومت ہے جو "مرو الروز" اور "بلخ" کے درمیان واقع ہے طالقان اور ان دونوں شہروں کے درمیان تقریباً تین مراحل کا فاصلہ ہے اسی شہر کو "طالقانِ مرو" کہا جاتا ہے کیونکہ ایک اور طالقان جس کو "طالقانِ قزوین" کہا جاتا ہے وہ ایران میں واقع ہے۔ یہاں پر مضبوط قلعے، دریا اور باغات ہیں ابو محمد محمود بن خداش الطالقانیؒ اور محمد بن محمد بن محمد الطالقانیؒ الصوفی بھی اسی طالقان سے تعلق رکھتے تھے۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج4، ص6

[43]۔ ابن کثیر، ابو الفداء، اسماعیل بن عمر الدمشقی (م:774ھ)، البدایہ النہایہ، دار ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق، 1418ھ / 1997ء، ج16، ص262

[44]۔ امام الہروی کا پورا نام ابو منصور محمد بن احمد بن الاہری الہرویؒ ہے آپؒ ہرات، خراسان میں پیدا ہوئے۔ آپؒ محدث، فقیہ، عربی ادب اور لغت کے امام تھے۔ آپؒ کی عظیم اور شہرہ آفاق تصنیف "تہذیب اللغۃ" ہے جو عربی ادب کی بنیادی کتب میں شمار ہوتی ہے آپ کی وفات 370ھ ہرات خراسان میں ہوئی۔
الزرکلی، خیر الدین بن محمود الدمشقی (م:1396ھ)، الاعلام للزرکلی، دار العلم للملایین، بیروت، 1425ھ / 2002ء، ج5، ص311

[45]۔ الہروی، محمد بن احمد الازہری (م:370ھ) تہذیب اللغۃ، دار احیاء التراث، بیروت، 1424ھ / 2001ء، ج11، ص353

[46]۔ ابن منظور کا پورا نام جمال الدین ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی الانصاری الافریقی ہے آپؒ مصر یا طرابلس میں پیدا ہوئے اور رویفع بن ثابت الانصاریؓ کی نسل سے تھے اس وجہ سے آپؒ الرویفعی بھی کہلاتے ہیں آپؒ امام اللغت والحجہ اور طرابلس کے قاضی القضاۃ تھے آپؒ کی تصانیف میں لغوی کتاب لسان العرب بہت مشہور ہے آپؒ آخری عمر میں نابینا ہو کر مصر واپس تشریف لائیں اور وہی پر آپؒ کا 711ھ میں انتقال ہوا۔ الزرکلی، الاعلام للزرکلی، ج7ص108

[47]۔ ابن منظور، ابو الفضل، محمد بن مکرم الانصاری الافریقی (م:711ھ)، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ / 1993ء، ج11، ص364

[48]۔ امام راغب اصفہانی کا پورا نام ابو القاسم الحسین بن محمد بن المفضل الاصفہانیؒ ہے آپؒ ماہر علم ادب تھے آپ اصفہان کے جید علمائے کرام میں سے تھے آپؒ کی تصانیف میں سے محاضرات الادباء، الذریعۃ الی مکارم الشریعۃ، الاخلاق الراغب، جامع التفاسیر کبیر، تحقیق البیان فی اللغۃ والحکمۃ شامل ہیں لیکن ان سب میں المفردات فی غریب القرآن زیادہ مشہور ہے آپؒ نے 502ھ میں وفات پائی۔ الزرکلی، الاعلام للزرکلی، ج2، ص255

[49]۔ امام راغب، الحسین بن محمد الاصفہانی (م:502ھ)، المفردات فی غریب القرآن، دار القلم، بیروت، 1412ھ /1990ء، ج1، ص464

[50]۔ الرازی، زین الدین، ابو عبد اللہ، محمد بن ابی بکر الحنفیؒ (م:666ھ)، مختار الصحاح، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، 1420ھ /1999ء، ج1، ص169

[51]۔ ملّا علی قاریؒ کا پورا نام ابو الحسن نور الدین علی بن سلطان محمد الہروی القاریؒ ہے آپؒ خراسان ہرات میں پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہوئے آپؒ فقہائے احناف میں سے تھے آپ کی تصنیفات میں تفسیر القرآن، الاثمار الجنیۃ فی اسماء الحنفیۃ والفصول المھمۃ، شرح مشکٰوۃ المصابیح، شرح مشکلات الموطا، شرح الشفا، شرح الحصن الحصین، شرح الشمائل، تذکرۃ الموضوعات، شرح الاربعین النوویۃ اور کتاب الجمالین حاشیۃ علی الجلالین وغیرہ مشہور ہیں آپؒ نے 1014ھ کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ الزرکلی، الاعلام لزرکلی، ج5، ص12

[52]۔ ملا علی القاریؒ، ابو الحسن، نور الدین، علی بن سلطان محمد الہرویؒ (م:1014ھ)، جمع الوسائل فی شرح الشمائل، المطبعۃ الشرقیۃ، مصر، س۔ن، ج1، ص9

[53]۔ شیخ احمد کا پورا نام احمد عبد الجواد سالم الدومی ہے آپؒ قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے اپنے اساتذہ فضیلۃ الشیخ محمد السمسم، الشیخ محمد احمد الطاہر الحامدی، الشیخ عامر عبد الرحیم سعید اور الشیخ حسین محمود معوض سے استفادہ کیا ہے آپؒ کے تصنیفات میں سے الاتحافات الربانیۃ بشرح الشمائل المحمدیۃ، اضواء علی السنۃ اور کتاب سلسلۃ من ابطال الاسلام زیادہ مشہور ہیں آپ کی وفات 1406ھ بمطابق مارچ 1986ء کو قاہرہ میں ہوئی۔

[54]۔ الدومی، شیخ، احمد عبد الجواد (م:1386ھ)، الاتحافات الربانیۃ شرح الشمائل للمحمدیۃ، ادارہ تصنیفات امام احمد رضا، کراچی، 1406ھ /1986ء، مقدمہ، ص15

[55]۔ امام سیوطیؒ کا پورا نام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی اور کنیت ابو الفضل ہے آپؒ ایک عظیم مفسر، محدث، فقیہ اور مؤرخ تھے آپؒ کی تالیفات وتصنیفات کی تعداد تقریباً 500 بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ آپؒ کی شاہکار تفاسیر "تفسیر جلالین" اور "تفسیر الدر منثور" کے علاوہ قرآنیات پر الاتقان فی علوم القرآن عام وخاص میں مقبول ہے اس کے علاوہ تاریخ اسلام پر "تاریخ الخلفاء" بہت مشہور ہے۔

[56]۔ سورۃ النحل:48

[57]۔ السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمٰن بن ابی بکر (م:911ھ)، تفسیر جلالین، مکتبۃ البشریٰ، کراچی، 1431ھ /2010ء، سورۃ النحل:48

[58]۔ امام طبریؒ کا پورا نام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الاملی الطبریؒ ہے آپؒ آمل طبرستان میں پیدا ہوئے آپؒ ثقہ، صادق، حافظ، جلیل القدر امام التفسیر والحدیث، امام الفقہ، عظیم مجتہد، اور صاحب التصانیف تھے ایک اور ابو جعفر الطبری محمد بن جریر بن رستم جو کہ رافضی تھے آپؒ کے اساتذہ میں زمانے کے بڑے اور جید علمائے کرام جیسے محمد بن عبد الملک بن ابی الشوارب، اسماعیل بن موسیٰ السدی، اسحاق بن ابی اسرائیل، محمد بن حمید الرازی، سفیان بن وکیعؒ، عبد الاعلیٰ الصنعانی اور محمد بن معشر وغیرہ شامل ہیں آپؒ کے شاگردوں میں ابو شعیب عبد اللہ بن الحسن الحرانیؒ، ابو القاسم الطبرانیؒ، احمد بن کامل القاضیؒ، محمد بن عبد اللہ الشیبانیؒ اور ابو بکر الشافعیؒ شامل ہیں۔ آپؒ کی وفات 310ھ میں ہوئی۔

الذہبی، ابو عبد اللہ، شمس الدین، محمد بن احمد (م:748ھ)، سیر اعلام النبلاء، دار الحدیث، قاہرہ، 1427ھ /2006ء، ج11، ص165

[59]۔ سورۃ الاعراف:17

[60]۔ الطبری، ابو جعفر، محمد بن جریر بن یزید الاملی (م: 310ھ)، جامع البیان عن التاویل آی القرآن، دار ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان، 1422ھ / 2001ء، سورۃ الاعراف:17

[61]۔ امام زبیدیؒ کا پورا نام ابوالفیض محمد بن محمد عبد الرزاق الحسینی الزبیدیؒ ہے آپؒ عظیم محدث، ماہر علم لغت اور علم الانساب تھے آپؒ کا اصلی وطن بلگرام ہند تھا لیکن حجاز مقدس سے ہوتا ہوا یمن، زبید تشریف لے کر مقیم ہوگئے آپؒ کی تصنیفات میں ایضاح المدارک بالافصاح عن العواتک، جذوۃ الاقتباس فی نسب بنی العباس، الروض المطار اور اتحاف سید الحی وغیرہ شامل ہیں آپؒ آخری عمر قاہرہ تشریف لے گئے اور طاعون کی بیماری میں مبتلاء ہو کر 1205ھ میں وفات پائی۔ الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج12، ص393

[62]۔ مرتضیٰ الزبیدی، ابوالفیض، محمد بن محمد عبد الرزاق (م:1205ھ)، تاج العروس من جواہر القاموس، مکتبۃ المناسبات، کویت، 1430ھ / 2008ء، ج29، ص284

[63]۔ ابن فارس، ابوالحسین، احمد بن فارس القزوینی الرازی (م:395ھ)، الصاحبی فی فقہ اللغۃ العربیۃ، بیروت، 1418ھ / 1997ء، ج1، ص39

[64]۔ النبہانیؒ، یوسف بن اسماعیل بن یوسف (م:1350ھ)، وسائل الوصول الی شمائل الرسول، دار منہاج، جدہ، 1425ھ / 2003ء، ج1، ص39

[65]۔ نعمانی، مولانا، عبد الرشید، لغات القرآن، دارالاشاعت، کراچی، 1429ھ / 2007ء، باب الشین، ص276

[66]۔ الترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ الترمذی (م:279ھ) سنن الترمذی، دار شرکۃ مکتبۃ، مصر، 1395ھ / 1975ء، ج4، ص642

[67]۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ، محمد بن یزید القزوینیؒ (م:273ھ)، سنن ابن ماجہ، داراحیاء الکتب العربیۃ، بیروت، 1418ھ / 1996ء، ج2، ص1176

[68]۔ یوسف النبہانیؒ کا پورا نام ابوالمحاسن یوسف بن اسماعیل بن یوسف بن حسن النبہانی الشافعی ہے آپ فلسطین نبہان میں پیدا ہوئے صوفی شاعر، ادیب اور قاضی تھے اور پھر مصر تشریف لے گئے اور جامعہ ازہر سے منسلک ہو کر اسلامی علوم سے بہرہ ور ہوگئے آپ کی تصنیفات میں الانوار المحمدیۃ من المواہب اللدنیۃ، الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین، المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبوۃ، افضل الصلوات علی سید السادات وغیرہ مشہور ہیں۔ آپ نے 1350ھ بمطابق 1932ء میں وفات پائی۔ الزرکلی، الاعلام لزرکلی، ج8، ص218

[69]۔ النبہانیؒ، یوسف بن اسماعیل بن یوسف (م:1350ھ)، وسائل الوصول الی شمائل الرسول، دار منہاج، جدہ، 1425ھ / 2003ء، ج1، ص39

[70]۔ امام ترمذیؒ کا پورا نام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ ابن ضحاک السلمی البوغی الترمذی الضریر ہے آپ حافظ، ثقہ اور حدیث کے امام ہیں علم کی خاطر آپؒ نے حجازِ مقدس، مصر، شام، کوفہ، بصرہ، خراسان اور بغداد کے سفر کئے۔ آپؒ کے شیوخ جلیل القدر محدثین میں سے امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابوداودؒ، قتیبہ بن سعیدؒ، علی بن حجرؒ، محمد بن بشارؒ اور محمود بن غیلانؒ وغیرہ شامل ہیں آپؒ کے شاگردوں میں امام بخاریؒ، حماد بن شاکرؒ، ہیثم بن کلیب الشاشیؒ اور ابوالعباس محمد بن احمد المحبوبیؒ شامل ہیں آپؒ نے 279ھ میں وفات پائی۔

الذہبی، شمس الدین، ابو عبد اللہ محمد بن احمد (م:748ھ)، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، 1383ھ / 1963ء، ج3، ص678

[71]۔ الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی (م:279ھ)، الشمائل المحمدیۃ والخصائل المصطفویۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1413ھ / 1993ء، ج1، ص7

[72]۔ امام قسطلانیؒ کا پورا نام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر الشافعی المصری القطلانی ہے آپ شافعی المسلک عظیم مفسر، محدث، فقیہ، مؤرخ، متقی، صوفی، صاحب اسلوب عالم اور سیرت نگار تھے آپ کی تصنیفات میں ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری زیادہ مشہور ہے آپؒ کی وفات 923ھ کو قاہرہ میں ہوئی۔ الغزی، نجم الدین، محمد بن محمد (م: 1061ھ)، الکواکب السائرۃ باعیان المئۃ العشرۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1418ھ / 1997ء، ج1، ص128۔ الزرکلی، الاعلام لزرکلی، ج1، ص232

[73]۔ قاضی عیاض، ابوالفضل، عیاض بن موسیٰ الیحصبی (م:544ھ)، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، مکتبۃ المصطفیٰ البابی، الحلبی، مصر، 1369ھ / 1950ء، ج1، ص8

[74]۔ السیوطیؒ، الشمائل الشریفۃ، ج1، ص21

[75]۔ ملا علی القاریؒ، جمع الوسائل فی شرح الشمائل، ج1، ص9

[76]۔ آپؒ بنارس مبارکپور، اعظم گڑھ 1942ء میں پیدا ہوئے آپ متواضع، انکسار، نرم خو، شائستہ گفتگو اور ملنسار عالم تھے اپنے علاقے میں علمائے کرام سے عربی علوم، منطق، فلسفہ، فقہ اور اصولِ فقہ کی تعلیم حاصل کی، فراغت کے بعد "الجامعۃ السلفیۃ" بنارس میں مدرس بن گئے پھر 1988ء میں مدینہ منورہ کی اسلامی یونیورسٹی "مرکز السنۃ والسیرۃ" میں

بطور محقق منتخب کئے گئے پھر 1998ء میں سعودی عرب، ریاض "دارالسلام لائبریری" میں مدیر مقرر کئے گئے اور ساتھ ساتھ علمی تحقیقات کی نگرانی بھی ان کی سپرد کی گئی۔ آپؒ کی تصنیفات میں سے تحفۃ الاحوذی فی شرح سنن الترمذی، روضۃ الانوار، تہذیب التفسیر ابن کثیر، الرحیق المختوم اور منّۃ المنعم فی التعلیق علی صحیح المسلم وغیرہ شامل ہیں آپؒ نے 2006ء میں وفات پائی۔

[77]۔ المبارکپوریؒ، صفی الرحمٰن (م:1427ھ)، الرحیق المختوم، دارہلال بیروت، 1418ھ / 1996ء، ج1، ص106

[78]۔ محمد بن خلیفہ التمیمی ایک معتبر عربی عالم، مصنف اور محقق تھے آپکے تصنیفات میں سے معتقد اھل السنۃ والجماعۃ فی توحید الاسماء والصفات، حقوق النبی ﷺ علی امتہ فی ضوء الکتاب والسنۃ، العرش وماروی عنہ اور رؤیۃ النبی ﷺ لربہ وغیرہ مشہور ہیں، آپ نے مدینہ یونیورسٹی سے 1988ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ مدینہ یونیورسٹی میں رجسٹریشن کمیٹی کے رکن خصوصاً یورپ، امریکہ اور میکسیکو کے طلبہ کی رجسٹریشن، مدینہ یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم کونسل کے رکن، علمی مجلس کے رکن، سائنسی تحقیقی کمیٹی کے رکن، عالمی کالج پرجیکٹ کے جنرل سپروائزر اور ڈیجیٹل لائبریری پراجیکٹ کے جنرل نگران بھی رہے۔

[79]۔ التمیمیؒ، ڈاکٹر، محمد بن خلیفہ بن علی التمیمی، حقوق النبی ﷺ علی امتہ فی ضوء الکتاب والسنۃ، اضواء السلف، الریاض، 1418ھ / 1997ء، ج1، ص298

[80]۔ شبلی نعمانیؒ کی پیدائش 1274ھ بمطابق 1858ء کو اعظم گڑھ ہندوستان میں ہوئی آپؒ عظیم مؤرخ، ادیب، سیرت نگار، ماہرِ تعلیم اور سرسید احمد خان کے رفیقِ کار تھے آپؒ نے دارالمصنفین اکیڈمی قائم کی، آپؒ کی تصانیف میں سے المامون، الفاروق، سیرت النبی ﷺ اور شعر العجم مشہور ہیں آپؒ کی وفات 1332ھ بمطابق 1914ء میں ہوئی۔ الزرکلی، الاعلام لزرکلی، ج3، ص155

[81]۔ شبلینعمانیؒ، علّامہ، (م:1332ھ)، سیرۃ النبی ﷺ، شمع بک ایجنسی، لاہور، س۔ن، ج1، ص360

[82]۔ سید سلیمان الندویؒ بن ابی الحسن الحسینی الزیدی الدسنوی کی پیدائش 1884ء میں صوبہ بہار ہندوستان میں ہوئی۔ آپؒ ایک نامور عالم، مؤرخ، سیرت نگار، ادیب اور مصنف تھے آپؒ کی تصانیف میں سے سیرت النبی ﷺ، عرب وہند کے تعلقات، حیاتِ شبلی، رحمتِ عالم، نقوشِ سلیمان، اہلسنت والجماعتعمر خیام اور ارض القرآن وغیرہ شامل ہیں آپؒ کی وفات 1953ء کو کراچی میں ہوئی اور علّامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے پہلو دفن کئے گئے۔ ایضا۔ ج3، ص173

[83]۔ الندویؒ، سید، سلیمان الحسینی (م:1373ھ)، الرسالۃ المحمدیۃ، دار ابن کثیر، دمشق، 1423ھ / 2003ء، ج1، ص86

[84]۔ ہمام عبد الرحیم سعید، ڈاکٹر، موسوعۃ الاحادیث النبویۃ، مکتبۃ الملک فہد، الریاض، 1433ھ / 2012ء، ج1، ص8

[85]۔ ندوی، ڈاکٹر، تقی الدین، سیرت النبی ﷺ کے قدیم اور اولین ماٰخذ اور ان کا تنقیدی جائزہ، معارف دارالمصنفین، 1401ھ / 1981ء، ج1، ص44

[86]۔ القادری، ڈاکٹر، محمد طاہر، قرآن اور شمائلِ نبوی ﷺ، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 1434ھ / 2013ء، ج1، ص18

[87]۔ الترمذی، الشمائل المحمدیۃ والخصائل المصطفویۃ، ص284، رقم الحدیث: 8

[88]۔ البابانیؒ، اسماعیل بن محمد البغدادیؒ (م:1399ھ)، ہدیۃ العارفین اسماء المؤلفین وآثار المصنفین، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1370ھ / 1951ء، ج1، ص312

[89]۔ حاتم العونی، ڈاکٹر، حاتم بن عارف العبادلۃ الاشراف، التخریج ودراسۃ الاسانید، مرکز الانصاری، مکہ مکرمہ، 1419ھ / 1998ء، ج1، ص40

[90]۔ حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ (م:1067ھ)، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مکتبۃ المثنیٰ، بغداد، 1360ھ / 1941ء، ج1، ص195

[91]۔ الکتانی، ابوعبداللہ، محمد بن ابوالفیض جعفر الحسنی الادریسی (م: 1345ھ)، الرسالۃ المستطرفۃ لبیان مشھور کتب السنۃ المشرفۃ، دارالبشائر الاسلامیۃ، 1421ھ / 2000ء، ج1، ص105